خاوند کے گھر سے چلی گئی اور اس کے عاشق نے شادی کی پیشکش کی حالانکہ وہ ابھی پہلے خاوند کے نکاح میں تھی

خرجت من بيت زوجها وطلب منها عشيقها التزوج منه وهي على ذمة الأول !!

[أردو - اردو - urdu]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

IslamHouse.com

خاوند كے گھر سے چلی گئی اور اس كے عاشق نے شادی كی پیشكش كی حالانكہ وہ ابھی پہلے خاوند كے نكاح میں تھی

میری عمر چھبیس برس ہے اور سال بھر خاوند كا گھر چھوڑنے كے بعد اب تقریبا ایك ہفتہ قبل مجھے طلاق ہوئی ہے میں اس وقت اپنے بچے كے ساتھ میكے میں ہوں بچے كی عمر تقریبا دو برس ہے.
یہ شادی محبت كی شادی تھی ابتدا میں تو میں اپنی ساس كے ساتھ رہائش پذیر رہی اور میری ساس ہر چیز میں دخل اندازی كرنے لگی.
اور خاوند نے مجھ سے ملازمت كا مطالبہ كیا تا كہ شادی كے لیے حاصل كردہ قرض كی ادائیگی میں مدد ہو سكے، اور مجھے ملازمت مل گئی میں نے ملازمت كر كے قرض كی ادائیگی میں مدد بھی كی.
میری ایك ہی شرط تھی كہ ہم اپنے علیحدہ گھر میں رہیں جہاں ساس كا دخل نہ ہو، اور خاوند نے مجھ سے اس كا وعدہ بھی كیا تھا، كیونكہ گھر میں والدہ ہی ہر كام كو كنٹرول كرتی تھی، اور میرا خاوند كوئی اعتراض نہیں كر سكتاتھا، اگر اعتراض كرتا تو والدہ اسے گھر سے نكال دیتی، میری ساس بھی ملازمت كرتی ہے.
میں نے دو برس اپنے خاوند كا تجربہ كیا اور اس كے ساتھ رہی ہوں تو میں نے اسے وہ شخص نہیں پایا جسے میں نے ابتدا میں جانا تھا، وہ تو صرف ایك نقاب اور ماسك تھا جو اس نے پہن ركھا تھا.
میرا خاوند میری ساری تنخواہ لے لیتا اور مجھے یومیہ اخراجات كے علاوہ كچھ نہ دیتا، جب بھی اسے رقم كی ضرورت ہوتی یا پھر كام چھوڑ دیتا تو مجھ سے زیور فروخت كرنے كا مطالبہ كرتا، اور میں نے ایسا ہی كیا اور اپنا زیور تك فروخت كر دیا، اور بعض اوقات اس نے بھی ایسا ہی كیا.
میرا خاوند مجھ سے كہتا كہ جاؤ اپنے گھر والوں سے قرض لاؤ تو میں اپنے میكے سے رقم حاصل كرتی، لیكن اس كے مقابلہ میں وہ مجھے كچھ نہ دیتا، میں ہر چیز سے محروم تھی، اور وہ ہمیشہ مجھے یہی كہتا تھا " تمہیں ہماری حالت كا علم ہے اور تم اسے برداشت كرو " وہ اپنا بٹوہ گاڑی میں چھپا كر ركھتا تھا اور كہتا كہ مجھے كوئی حق نہیں پہنچتا كہ اسے معلوم ہو اس كے پاس كتنی رقم ہے، یا كچھ بھی نہیں.

اس طرح ہمارے مابین مشکلات میں اضافہ ہوتا رہا، اور میں مطالبہ کرتی رہی کہ ہمارا علیحدہ گھر ہونا چاہیے کیونکہ میں اس کی عادی نہ تھی کہ ایسے گھر میں رہوں جہاں جو مرضی ہوتا رہے اور خارج والا خارج رہے.
کیونکہ اس کی ایك مطلقہ بہن تھی جو ملازمت کرتی اور اپنی ملازمت والی جگہ پر ہی ہوٹل میں رات بسر کرتی تھی جو ہمارے علاقے سے باہر تھا، اور ہمیں ملتی آتی تو اس دوران بھی ہر رات باہر رہتی اور آدھی رات کے بعد گھر واپس آتی مجھے یہ چیز اچھی نہ لگتی اور میں اپنے محترم خاوند سے کہتی:
ہمارے پڑوسی اس گھر والوں کے متعلق کیا کہیں گے جہاں ہم رہتے ہیں ؟ یہ عیب ہے تو خاوند جواب دیتا: میں ان سے بات کرونگا مجھے بھی یہ چیز اچھی نہیں لگتی، اور مجھے صبر کرنے کا کہتا، اور بالآخر اس نے یہ کہا:
یہ ہماری عادت اور رسم و رواج ہے (کیونکہ وہ عرب نہیں ہیں غیر عرب ہیں " اور میں اپنی والدہ اور بہن کو اکیلے اپنے سے دور نہیں رکھ سکتا، میں نے اپنے گھر والوں کو بالکل کچھ نہیں بتایا کیونکہ وہ تو شروع سے ہی اس شخص کے ساتھ شادی کرنے کی مخالفت کرتے تھے، لیکن میں نے اس سے شادی کرنے پر اصرار کیا تھا اس لیے کہ میں نے اس میں اچھا اخلاق دیکھا اور یہ کہ وہ اچھے دل کا مالك ہے، میں اس وقت کتنی اندھی ہو چکی تھی.
بالآخر میں نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا کیونکہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ وہ اپنی والدہ کو میری شکایت لگا رہا ہے اور والدہ اسے مجھے زدکوب کر کے مجھ سے بچہ لینے کا کہہ رہی ہے، سب سے آخری بات یہی ہے اس کے بعد میں نے اچھے چھوڑ دیا اور اپنے میکے چلی آئی.
اس کے پندرہ روز کے بعد میرا خاوند یہ معلوم کرنے آیا کہ میں نے گھر کیوں چھوڑا ہے، لیکن میں نے اسے یہ نہ بتایا کہ میں اس کی والدہ کے ساتھ ہونے والی بات سن چکی ہوں، میں نے اس سے علیحدہ گھر کا مطالبہ کیا اور اس نے موافقت کی.
جب ہم نے مکان دیکھا اور خاوند مکان دیکھنے گیا تو اس نے اپنی رائے بدل لی اور دو برس تك ایسے ہی حالت رہی، اس دوران میرے خاوند نے مجھ پر الزام لگایا کہ میرے کسی کے ساتھ تعلقات ہیں، اور میری عقل کے ساتھ

كھيل رہا ہے، يہ اس وقت ہوا كہ جب اس نے ديكھا كہ ميرے والد كے جاننے والے شخص نے مجھے ميرى ملازمت والى جگہ سے مجھے گھر پہنچايا، جسے ميں نے ايك روز اچانك اپنے آفس ديكھا اور نيچے ميرا خاوند ميرا انتظار كر رہا تھا تو مجھے خوف ہوا كہ كہيں خاوند مجھے نقصان نہ پہنچائے لہذا ميں نے والد صاحب كو جاننے والے شخص سے كہا كہ وہ مجھے گھر پہنچا دے.

اس كے بعد ميرے كچھ جاننے والے لوگوں كو بھيجا كہ يا تو ميں اپنے سسرالى گھر ميں واپس آ جاؤں يا پھر طلاق كے مقابلہ ميں اپنے حقوق سے دستبردار ہو جاؤں، ليكن ميں نے انكار كر ديا، اور ميں نے طلاق لينے پر اصرار كيا، ميں گھر نہيں چاہتى.

اس نے دو بار مقدمہ بھى كيا اور بالآخر ميں نے بھى طلاق كا مقدمہ كر ديا، ليكن ان آخرى پانچ ماہ ميں ميں نے بغير كسى قصد و ارادہ كے اچانك اسى شخص سے بات كى جس نے مجھے گھر پہنچايا تھا اور اسے ميرے والد صاحب جانتے ہيں اور وہ مجھ سے چودہ برس بڑا بھى ہے، ميرے ساتھ جو كچھ ہوا ميں نے اسے سب كچھ بتايا، تو اس نے ميرا ساتھ ديا، اور زندگى اور لوگوں كے متعلق اس نے مجھے كئى ايك امور سمجھائے، اور كچھ ايسے امور ہوتے ہيں جن پر خاموش نہيں رہنا چاہيے.

كہ ابتدا سے ہى ميرا اس شخص كے قريب ہونا غلط تھا اور ميں نے كسى كى كوئى نصيحت نہ سنى اور سب كى رائے كو ٹھكرا ديا، ميں ہى غلط تھى، اس كے بعد مجھے محسوس ہوا كہ ميں اس كى جانب كھنچى جا رہى ہوں، مجھے اندر سے معلوم ہے كہ ايسا كرنا غلط ہے، اور مجھے ہر وقت يہ احساس نادم كرتا رہا ہے، خاص كر اب تو ميں اس سے محبت كرنے لگى ہوں، اور جانتى ہوں كہ وہ بھى مجھ سے محبت كرتا ہے، يہ ايسا معاملہ ہے جس كى كوئى پلاننگ نہيں كى گئى تھى.

ہم كئى ايك بار مل بھى چكے ہيں، اور بيٹھ كر بہت باتيں بھى كى ہيں حتى كہ طلاق ہونے سے قبل اس نے شادى كا مطالبہ بھى كيا تھا، ميں بھى يہ چاہتى ہوں ليكن مجھے خوف ہے كہ كہيں بعد ميں مخالفت نہ ہو جائے، خاص كر جن حالات ميں يہ تعلقات قائم ہوئے ہيں، مجھے اللہ سے بھى خوف ہے كہ كہيں ميں غلطى پر تو نہيں كہ ميں نے كسى اور شخص سے محبت كى ہے حالانكہ ميں ابھى كسى اور كے نكاح ميں تھى.

یہ علم میں رہے کہ میں نے اپنے خاوند کو ايك بر ساور تین ماہ سے چھوڑ رکھا ہے، اور اب مجھے دو ہفتے قبل طلاق ہوئی ہے، برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ آیا میں غلطی پر ہوں اور کیا میں نے جو کچھ کیا ہے وہ حرام ہے ؟
میں ہمیشہ اپنے اندر کی مخالفت کرتی ہوں اور بہت پریشان ہوں؛ کیونکہ میں اللہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتی اور کہیں میں معصیت و نافرمانی کا ارتکاب تو نہیں کر بیٹھی.

الحمد للہ:

اول:
آپ نے کئی ايك واضح اور بین شرعی مخالفت کی ہیں اس لیے ہمیں تعجب ہوا ہے کہ آپ اپنے لیٹر کے آخر میں لکھتی ہیں کہ: " میں اللہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتی، اور نہ ہی میں معصیت کا مرتکب ہونا چاہتی ہوں " !!

بہر حال: یہ معصیت و نافرمانی کی نحوست اور اس کے اثرات میں شامل ہے کہ عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور اس نور و روشنی پر پردہ آ جاتا ہے جو اسے صحیح اور راہ مستقیم کی طرف لےجاتا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:
" اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ معاصی عقل کو خراب کر دیتی ہیں، کیونکہ عقل کو نور اور روشنی حاصل ہے، اور معصیت و نافرمانی اس نور و روشنی کو ختم کر دیتی ہے، یہ ضروری ہے کہ جب عقل کا نور ختم ہو جائے تو پھر عقل کمزور ہو جائیگی اور ناقص ہو گی.

بعض سلف رحمہ اللہ کا کہنا ہے:
" جب کوئی شخص اللہ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی عقل غائب ہو جاتی ہے "

اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اس کی عقل حاضر ہوتی تو اسے اللہ کی نافرمانی و معصیت سے روکتی، اور وہ اللہ رب العالمین کے قبضہ میں ہے، اور یا وہ اسے اعلانیہ کرے تو اللہ سبحانہ و تعالی اس پر مطلع ہے، اور اس کے گھر میں اور اس کی چٹائی پر اور اس پر اس کے فرشتے گواہ ہیں جو اسے دیکھ رہے ہیں.

اور پھر قرآنی واعظ اسے منع کر رہا ہے، اور ایمان کے الفاظ بھی اس کو روك رہے ہیں، اور موت کا وعظ کرنے والا بھی اسے منع کر رہا ہے، اور دن بھی ایك وعظ ہے کہ جو دن معصیت میں ختم ہوتا ہے وہ دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے رہ گیا: اور اس طرح اسے جو لذت و سرور حاصل ہوا وہ کہیں کم ہے، تو کیا کوئی عقل سلیم رکھنے والا شخص ایسا کر سکتا ہے کہ یہ ذلیل و حقیر کام کرے ؟!

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ: جب گناہ زیادہ ہو جائیں تو اس گنہگار کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور وہ غافلوں میں سے ہو جاتا ہے، جیسا کہ درج ذیل فرمان باری تعالی کے متعلق سلف کا قول ہے:

فرمان باری تعالی ہے:
{ یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے }المطففین (١٤).
اس میں فرمایا: یہ ایك گناہ کے بعد دوسرا گناہ ہے، اور حسن رحمہ اللہ کا قول ہے:
" یہ گناہ پر گناہ ہے، حتی کہ دل اندھا ہو جائے "
اور اس کے علاوہ دوسروں کا قول ہے:
" جب ان کے گناہ و معاصی زیادہ ہو جائیں تو ان کے دلوں کو گھیر لیتے ہیں "
اس کی اصل یہ ہے کہ: معصیت و نافرمانی سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے، اور جب یہ زیادہ ہو جائے تو دل پر زنگ غالب آ جاتا ہے حتی کہ وہ زنگدار ہو جاتا ہے، پھر دل پر غالب آ جاتا ہے حتی کہ اس پر مہر اور قفل لگ جاتا ہے، اس طرح دل پردہ اور غلاف میں ہو جاتا ہے، جب ہدایت و راہنمائی اور بصیرت کے بعد ایسا ہو جائے تو دل الٹ جاتا ہے یعنی اس کا

اوپر والا نیچے تو اس حالت میں اس کا دشمن شیطان اس پر کنٹرول کر لیتا ہے اور جہاں چاہے لے جاتا ہے.
دیکھیں: الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی (٣٩).

ہم افسوس کے ساتھ آپ کو کہیں گے کہ: آپ نے جن معاصی کا ارتکاب کیا ہے ان معاصی میں سے ہر ایك معصیت نے دوسری معصیت و نافرمانی کو کھینچا ہے، اس طرح وہ دل و عقل پر اثرانداز ہو کر ان کے نور و روشنی کو ہی ختم کر بیٹھی ہے.

دوم:
آپ نے جن معصیت و نافرمانیوں کا ارتکاب کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

١ ـ شادی سے قبل آپ نے اپنے پہلے خاوند کے ساتھ حرام تعلقات قائم کیے، آپ کے قول سے یہی ظاہر ہے: کیونکہ آپ کہتی ہیں " یہ شادی محبت کی شادی تھی ! " اور پھر آپ نے اپنے خاندان والوں کا اس شادی سے انکار کرنے پر ان کا مقابلہ کیا، اور اب پھر دوبارہ آپ وہی حرام تعلقات قائم کرنے کا اعادہ کر رہی ہیں حالانکہ آپ ابھی پہلے خاوند کے نکاح میں تھیں!!

مرد و عورت کے مابین خط و کتابت اور تعلقات قائم کرنے کے بارہ میں ہم درج ذیل سوالات کے جوابات میں بیان کر چکے ہیں آپ ان کا مطالعہ کریں:

سوال نمبر (٣٤٨٤١) اور (٢٦٨٩٠) اور (٢٣٣٤٩).

اور حرام تعلقات کے متعلق تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (١١١٤) اور (٩٤٦٥) اور (٢١٩٣٣) اور (١٠٥٣٢) کے جوابات کا مطالعہ کریں.
٢ ـ ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ کی ملازمت میں مرد و عورت کا اختلاط پایا جاتا ہے، اگر ہمارا یہ خیال اپنی جگہ صحیح ہے تو یہ بھی معصیت و نافرمانی ہے، اور اگر ملازمت والی جگہ میں مرد و عورت ك اختلاف نہیں

- یا پھر یہ ملازمت حرام امور مثلا بنك اور انشورنش کمپنیوں کی ملازمت نہیں - تو پھر آپ پر کوئی گناہ نہیں.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:
اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ اختلاط کرنے دینا ہر شر و برائی کی جڑ ہے، اور عام عذاب و سزا کے نزول کا سب سے بڑا سبب ہے، اسی طرح عام و خاص امور میں فساد پیدا ہونے کے اسباب میں شامل ہوتا ہے، اور مرد و عورت کا اختلاط کثرت فحاشی اور کثرت زنا کا باعث بنتا ہے اور مسلسل طاعون اور موت کے اسباب میں شامل ہوتا ہے.

دیکھیں: الطرق الحکمیۃ (٤٠٧).
مزید آپ سوال نمبر (١٢٠٠) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور عورت کی ملازمت کے بارہ میں حکم اور اس کے جائز ہونے کی شروط معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (٢٢٣٩٧) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اور سوال نمبر (٦٦٦٦) کے جواب میں عورت کے اختلاط والی جگہ پر ملازمت کرنے کے متعلق اہم نصیحتیں بیان کی گئی ہیں اس کا مطالعہ بھی کریں.
٣ - آپ کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے جانا یہ بھی معصیت تھی اور اس کی بیناد آپ نے خاوند کو اپنی والدہ سے کچھ کہتے ہوئے سننا اور والدہ کا اسے ابھارنا کوئی ایسا سبب نہیں جس کی بنا پر آپ کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر خاوند کے گھر سے نکلنا جائز ہو جائے.

آپ کو اپنا مستقل اور علیحدہ گھر میں رہنے کا حق حاصل ہے، لیکن ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ شادی کی ابتدا میں اپنے اس حق سے دستبردار ہو گئی تھیں اور اپنی ساس کے ساتھ گھر میں رہنے پر راضی ہو چکی تھیں.

بہتر تو یہی تھا کہ آپ اپنے خاوند سے اس وقت یہ شرط پوری کرنے پر سمجھوتہ کرتیں جب آپ نے اس کے ساتھ زندگی کی مشکلات میں مدد کرنے اور اس کے قرض کی ادائیگی میں تعاون کرنے کی رضامندی ظاہری کی تھی، اور اسے شرعی عدالت کے ذریعہ اس شرط کو پوری کرنے کا اہتمام کرتی، یا پھر اہل خیر کو اس کے لیے استعمال کرتی کہ وہ اس شرط کو پورا کروائیں.

لیکن آپ کا یہ تصرف اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے جانا یہ جائز نہ تھا، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو رجعی طلاق والی عورتوں کو طلاق کے بعد خاوند کے گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے، تو پھر وہ شادی شدہ عورتیں جنہیں طلاق نہیں ہوئی ان کے بارہ میں کیا حکم ہو گا؟!

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم عورتوں کو طلاق دو ت وانہیں ان کی عدت (کے آغاز) میں طلاق دو، اور عدت شمار کرو، اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے، تم انہیں ان کے گھر سے نکالو، اور نہ ہی وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ واضح اور کھلی بے حیائی کریں، یہ اللہ کی حدود ہیں جو اللہ کی حدود سے تجاوز کریگا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا آپ نہیں جانتے کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالی کوئی معاملہ پیدا کر دے }الطلاق (١).

- ان سب مخالفات میں سب سے قبیح اور شرعی مخالفت یہ ہے کہ: آپ نے اس گنہگار مجرم سے تعلقات قائم کرنا ہے جس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ آپ کا دنیاوی مشکلات میں خیرخواہ ہے اور اس سے چھٹکارا دلانے والا ہے، اور اس نے ایك حكیم و دانا اور ناصح کا لباس اوڑھا اور ایك امانت دار بن کر ظاہر ہوا حالانکہ اس کا اندر ایك خطرناك بھیڑیے اور چالاك لومڑی کا ہے!!

وہ مجرم شخص اس پر کیسے راضی ہوا کہ وہ آپ کو مل کر آپ سے بات چیت کرے اور آپ کے ساتھ بیٹھ خوش گپی کرتا پھرے، بلکہ اس نے تو پوری ڈھٹائی کے ساتھ خسیس حرکت کرتے ہوئے آپ کو شادی کی بھی پیشکش کر دی حالانکہ آپ کسی دوسرے خاوند کی نکاح میں تھیں!

اور تعجب والی بات تو یہ ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا پہلا خاوند بھی اچھا روپ دھارے ہوئے تھا، اور آپ نے جب اس سے شادی پر رضامندی ظاہر کی تو آپ اندھی تھیں تو کیا آپ کے خیال میں اب آپ صاحب بصیرت بن چکی ہیں ؟!

نہیں اللہ کی قسم آپ بالکل ایسی نہیں، بلکہ آپ کا اپنے پہلے خاوند کے ساتھ اندھا ہونا اس وقت آپ کے عمل سے بہت ہی آسان اور کم تر ہے، کیونکہ جب آپ کا اس سے تعلق تھا تو آپ شادی شدہ نہیں تھیں، لیکن اب تو آپ شادی شدہ ہیں اور اس کے باوجود اس مجرم شخص کے ساتھ حرام تعلقات بنا رہی ہیں.
جس شخص نے اسی پر بس نہیں کیا کہ وہ آپ اور آپ کے خاوند کے مابین اور دشمنی پیدا کرے، اور آپ کو آپ کے خاوند کے متعلق اور دل سخت کرنے کا کہے، اور آپ کو اپنے خاوند کے گھر واپس نہ پلٹنے کی تلقین کی، بلکہ اس پر ہی بس نہیں کی اور آپ کو شادی کی پیشکش کر ڈالی حالانکہ آپ اپنے خاوند کے نکاح میں تھیں.

آپ نے جو کچھ بھی کیا بلاشك و شبہ وہ حرام ہے، اور بہت ہی قبیح و شنیع جرم ہے حتی کہ غیر مسلمین کے ہاں بھی یہ جرم شمار ہوتا ہے، اور کوئی بھی خاوند یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی اس طرح کی حالت میں ہو.

اور پھر کسی عقلمند کے لیے ممکن ہی نہیں - چہ جائیکہ وہ مسلمان شخص جو شرعی احکام کو جانتا ہو - کہ وہ اس مجرم سے آپ کی شادی پر موافق ہو جس کا برا اخلاق شادی سے قبل ہی واضح ہو چکا ہے!

اور یہ چیز تو آپ کے لیے اس کے ساتھ ایك اور خطرناك اور کڑوا تجربہ کا باعث بنے گا!
کیا آپ یہ خیال کرتی ہیں کہ وہ آپ کی اپنے خاوند کے ساتھ خیانت کو بھول جائیگا؟

اور كيا آپ يہ خيال ركھتى ہيں كہ وہ آپ پر بھروسہ كريگا كہ آپ اس كے ساتھ ايسا نہيں كرينگى؟!

آپ اس مجرم شخص كے ساتھ تعلقات ختم كرنے ميں بالكل تردد مت كريں، كيونكہ ايك طرف تو يہ تعلقات حرام ہيں، اور دوسرى طرف يہ امانتدار خاوند بھى ثابت نہيں ہو سكتا، كيونكہ اس سے اس طرح كے قبيح اور حرام افعال سرزد ہو رہے ہيں.

نيك و صالح خاوند كى صفات كا مطالعہ كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (٥٢٠٢) اور (٦٩٤٢) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

سوم:
ہم اميد كرتے ہيں كہ آپ كى ندامت، اور آپ كا اپنا محاسبہ كرنا ہى خير اور حق كى طرف رجوع كى دليل ہے، اور آپ كے نفس لوامہ كى زندگى كى دليل ہے جو آپ كو قبيح كام پر ملامت كر رہا ہے، اور اطاعت و فرمانبردارى ميں كوتاہى پر ملامت كر رہا ہے.

آپ شيطان كے پيچھے چلنے سے بچ كر رہيں كيونكہ وہ آپ كو تباہى كے دھانے تك پہنچا كر چھوڑے گا.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

{ اے ايمان والو تم شيطان كى پيروى مت كرو، اور جو كوئى بھى شيطان كے قدموں كى پيروى كرے تو وہ تو بے حيائى اور برے كاموں كا ہى حكم كرے گا، اور اگر اللہ تعالى كا فضل و كرم تم پر نہ ہوتا تو تم ميں سے كوئى بھى كبھى بھى پاك صاف نہ ہوتا }النور (٢١).

ندامت و توبہ كى فرصت حاصل ہونے پر اس ميں كوتاہى سے كام مت ليں، ايسا دن آنے سے قبل توبہ كر ليں جس دن نہ تو انسان كے كوئى دينار كام آئيگا اور نہ ہى درہم، اور نہ ہى كوئى دوست اور نہ ہى سفارشى، اس سے قبل توبہ كرليں جس دن انگليوں كو ندامت كے ساتھ كاٹا جائيگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{ اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہےگا ہائے کاش میں نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ اختیار کر لی ہوتی، ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے تو میرے پاس نصیحت آنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا، اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دھوکہ دینے والا ہے }الفرقان (۲۷ - ۲۹).

اپنے آپ کو گناہوں نے پاك کرنے کے لیے اور اپنے دین اور ایمان و عفت و عصمت کی حفاظت کرنے کے لیے آپ درج ذیل امور کی حرص رکھیں:

۱ - خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پنجگانہ کی بروقت ادائیگی.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
" مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی شخص کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہےگی؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل کچیل نہیں رہےگی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تو نمازوں کی یہی مثال ہے اللہ سبحانہ و تعالی ان نمازوں سے گناہوں کو مٹاتا ہے "
صحیح بخاری حدیث نمبر (٥٠٥) صحیح مسلم حدیث نمبر (٦٦٧).

۲ - آپ نیك و صالح عورتوں کی رفاقت و دوستی اختیار کریں جو اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت کرنے والی ہوں.

ابو موسى اشعرى رضى الله تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى الله عليہ وسلم نے فرمايا:

" نيك و صالح اور برے دوست كى مثال خوشبو والے اور لوہار كى بھٹى كى طرح ہے، خوشبو والے سے يا تو آپ خوشبو خريد ليں گے، يا پھر اس سے خوشبو پائيں گے، اور لوہار كى بھٹى آپ يا تو آپ كے كپڑے جل جائيں گے، يا پھر آپ اس سے گندى بو اور دھواں پائيں گے "

صحيح بخارى حديث نمبر (١٩٩٥) صحيح مسلم حديث نمبر (٢٦٢٨).

امام نووى رحمہ الله كہتے ہيں:
" اس حديث ميں صالحين اور اہل خير و بھلائى اور صاحب مروت اور مكارم اخلاق، اور اہل ورع و تقوى اور علم و ادب كى مجالس ميں بيٹھنے كى فضيلت ، اور شر و برائى اور اہل بدعت اور لوگوں كى غيبت كرنے والوں كى مجلس، يا پھر زيادہ فسق و فجور كرنے والوں كى مجلس ميں بيٹھنے كى ممانعت كى گئى ہے اور يہ مذموم انواع ميں سے ہے.

ديكھيں: شرح المسلم (١٦ / ١٧٨).

٣ ـ گانا بجانا اور موسيقى نہ سننا.

الله سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:
{ اور بعض لوگ ايسے بھى ہيں جو لغو باتوں كو مول ليتے ہيں كہ بے علمى كے ساتھ لوگوں كو الله كى راہ سے بہكائيں اور اسے ہنسى بنائيں، يہى وہ لوگ ہيں جن كے ليے رسول كرنے والا عذاب ہے }

{ اور جب اس كے سامنے ہمارى آيتيں تلاوت كى جاتى ہيں تو تكبر كرتا ہوا اس سے منہ پھير ليتا ہے گويا اس نے سنا ہى نہيں گويا كہ اس كے دونوں كانوں ميں ڈاٹ لگے ہوئے، آپ اسے المناك عذاب كى خبر سنا ديجئے }لقمان (٦ - ٧).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:
گانے بجانے والے اور موسیقی سننے والوں اور قرآن مجید کو چھوڑ کر موسیقی اور گانے میں مشغول ہونے کے حساب سے مذمت حاصل ہوگی چاہے وہ پوری اور ساری مذمت نہ بھی حاصل کریں انہیں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوگی...
اس کی وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ: آپ دیکھیں کے جو بھی گانے اور موسیقی میں مشغول ہوتا ہے اسے آپ علم و عمل کی راہ سے ہٹا اور گمراہ پائیں گے، اور اس میں قرآن مجید سے ہٹ کر گانا بجانا اور موسقی سننے کی رغبت ہے.

کہ اگر اس پر گانا بجانا اور قرآن مجید سننا پیش کیا جائے تو وہ قرآن مجید کو چھوڑ کر گانا بجانا سننا شروع کریگا، اور قرآن مجید سننا اس کے لیے بھاری ہوتا ہے، اور بعض اوقات تو ہو سکتا ہے کہ قاری کو ہی خاموش کرا دے اور اس کی قرآت لمبی کرے اور گانا بجانا زیاد کر دے، اور اس کی باری کم ہو "

دیکھیں: اغاثۃ اللھفان (۱ / ۲٤۰ - ۲٤۱).

آخری بات یہ ہے کہ:

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:
مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اور اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کرنے میں جلدی کرے، اور اپنے آپ کو اللہ سبحانہ و تعالی کے عذاب اور اس کی ناراضگی و غضب سے بچانے میں آگے بڑھے.

اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ معصیت و نافرمانی میں مشغول رہے، یا پھر نفس اور شیطانی کی پیروی کرتے ہوئے توبہ میں تاخیر کرے، اور توبہ کرنے میں اسے لوگوں کی لعنت و ملامت نہیں دیکھنی چاہیے کہ لوگ اس کو ملامت کرینگے.

بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ کا ڈر و خشیت اختیار کرے نہ کہ لوگوں سے ڈرتا پھرے، چاہے لوگ معاصی و نافرمانی کرتے ہوں، اس کے لیے ان کی پیروی و اقتدا کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ توبہ و استغفار کرے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

{ اے ایمان والو اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لے جس ایندھن لوگ اور پتھر ہیں }التحریم (٦).

اور اللہ سبحانہ و تعالی کی ناراضگی کے معاملہ میں ان سے ڈھیل مت کرے.

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الفوزان (٢ / ٢٩٣).

واللہ اعلم .